قسط نمبر ۳

استقامت کے لوازمات

محمد شریف بلغاری

۱۱- نصرت الٰہی اور اسلام کا مستقبل روشن ہونے پر یقین:

ثابت قدمی کی اشد ضرورت زیادہ تر اس وقت پڑتی ہے' جب نصرت الٰہی کے اترنے میں تاخیر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وکأین من نبی قاتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما أصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استكانوا والله يحب الصابرين ۞ وما كان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی أمرنا وثبت أقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ۞ فآتاهم الله ثواب الدنيا وحسن ثواب الاخرة والله يحب المحسنين ۞﴾

''بہت سے نبیوں کے ہمرکاب ہو کر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں، لیکن انہوں نے ہمت ہاری، نہ سست رہے اور نہ دبے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو ہی چاہتا ہے، وہ یہی کہتے رہے کہ: اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے امور میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے، اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافر قوم کے مقابلے میں ہمیں مدد دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے''۔ [آل عمران ۱۴۶ - ۱۴۸]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو کفار قریش کی طرف سے عذاب سہتے ہوئے دیکھا تو ان کو یہ خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ مستقبل اسلام کیلئے ہی ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: {ولیتمن الله هذا الأمر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت مايخاف الا الله والذئب على غنمه} [البخاری مع الفتح ۱۶۵/۷]

''اس کام یعنی (اسلام) کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریگا یہاں تک کہ اکیلا سوار صنعاء شہر سے حضرموت تک سفر کریگا، اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوگا اور ہاں اپنے مویشیوں پر بھیڑیے کا خوف ہو سکتا ہے''۔

مستقبل اسلام کیلئے ہونے کی خوشخبری والی احادیث کو بیان کرنا صبر وثبات کو پروان چڑھانے کیلئے زیادہ اہم ہوتا ہے۔

۱۲۔ باطل کی حقیقت کو پہچاننا اور اس سے دھوکہ نہ کھانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد﴾ [آلعمران ۱۹۶] ''کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے فریب میں ہرگز نہ ڈال دے''۔

یہ آیت مؤمنوں کی طرف سے اہل باطل کی نخوت وتکبر، اللہ کی زمین پر اکڑفوں سے چلنے کو دھوکہ کا سامان قرار دیتی اور پرفریب زندگی کی حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہے، اور مسلمانوں کو ثابت قدمی کی ترغیب دیتی ہے۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان وعمل صالح سے خالی زندگی کو پانی کے بلبلوں اور جھاگ کی مانند ناپائیدار قرار دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ ﴿فاما الزبد فیذھب جفاء ۞﴾ (الرعد۱۷) ''پس جھاگ تو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ عقلمندوں کیلئے مذکورہ آیات باعث عبرت ہیں، باطل سے گھبرانے اور ان کے سامنے نہ جھکنے کا درس ہے۔

☆ قرآن کریم، اہل باطل کے مقاصد اور ان کے وسائل کو ننگا کر کے مسلمانوں کو ہوشیار کرتا ہے: ﴿وکذلک نفصل الآیات ولتستبین سبیل المجرمین ۞﴾ [الانعام ۵۵] ''اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں، تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جائے''۔

مسلمان غفلت کے شکار نہ ہوں اور جان لیں کہ اسلام کو کن کن راستوں سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح ہر مسلمان کسی نہ کسی میدان اور فن سے متعلق سرحد پر جم کر دفاع دین کے لئے ڈٹ جائے۔

☆ کتنی ہی تحریکوں کو ہم نے دیکھا اور سنا ہے کہ وہ ٹوٹ گئے اور دب گئے، اور کتنے ہی داعیان اسلام کے قدم پھسل گئے، جب دشمنوں کی طرف سے غافل رہنے کی وجہ سے ان پر آلام ومصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔

۱۳- ثابت قدمی کیلئے جامع اخلاق اور صفات اپنانا:

سب سے پہلے صبر کا دامن ہمیشہ پکڑے رکھنا چاہئے، جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: {ما أعطی أحد عطاء خیراً وأوسع من الصبر} (بخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ، مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل التعفف) ''کسی کو صبر سے بھی جامع اور بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی''۔

سب سے افضل صبر یہ ہے کہ جب مصیبت آجائے تو پہلی بار ہی استقامت پر رہے۔ جب غیر متوقع طور پر انسان پر

مصیبت آجاتی ہے،تو بے صبری سے ہمت ہار جاتے ہیں اوران کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔

☆ابن الجوزی رحمہ اللہ نے جو واقعہ ذکر کیا ہے،اس پر ذرا غور کیجیے:(ایک بزرگ جو کہ ۸۰ سال کے دھانے میں پہنچ چکا تھا، نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرتا تھا،ان کا پوتا جب فوت ہوا تو کہنے لگا:''کسی کو بھی دعا نہیں کرنی چاہئے ،اسلئے کہ دعا قبول نہیں کی جاتی ،پھر کہا اللہ ......کرتا ہے۔ہمارے لئے تو کوئی بچہ چھوڑتا ہی نہیں''۔اللہ تعالیٰ ان کی بات سے نہایت اعلی وارفع ہے۔(الثبات عند الممات ص ٣٤) جب جنگ احد میں غیر متوقع طور پر مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی،اللہ تعالی نے مسلمانوں کوشہادتوں اورزخموں کیساتھ سخت سبق سکھایا،جسکا ذکر اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا:﴿**أولما أصابتكم مصيبة قد أصبتم مثليها قلتم أنىٰ هذا قل هو من عند أنفسكم** ۞﴾[آل عمران/١٦٥] ''کیا یہ بات ہے کہ جب تمہیں ایک ایسی تکلیف پہنچی کہ تم اس جیسی دو چند(اپنے دشمن کو) پہنچا چکے ہو،تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آگئی؟ آپ کہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے۔''

ان سے کیا سرزد ہوا تھا؟ مسلمان شکست خوردہ ہو گئے تھے☆۔آپس میں اختلاف پڑ گیا تھا،فتح کے آثار دیکھنے کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہزیمت میں بدل گئی تھی اور کچھ لوگ دنیا طلبی میں لگ گئے تھے۔ (جاری ہے)

☆ صحیح تر بات یہ ہے غزوہ احد میں کفار کو فتح نہ ملی اور مسلمان ہزیمت سے دوچار نہ ہوئے۔

(دیکھئے التراث شمارہ ۳ صفحہ ۱۰۴،۱۰۵)

ذھانت

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک کسان حاضر ہوا اور پوچھا اے ابو وائل ! شراب حرام ہے؟ فرمایا''ہاں''اس نے کہا: پھل اور پانی کو آگ پہ پکایا جائے تو حرام ہو جاتا ہے؟ جبکہ ان دونوں کا اصل حلال ہے؟! آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:اگر میں پانی کا ایک چلو تجھے دے ماروں کیا اس سے تجھے تکلیف ہوگی؟اس نے کہا''نہیں''۔فرمایا:اگر تھوڑی سی مٹی تجھے ماروں تکلیف محسوس کروگے؟ کہا''نہیں''۔فرمایا:اگر میں پانی میں مٹی ملا کر ایک ڈھیلا بناؤں اورخشک کروں پھر تجھے دے ماروں،کیا تجھے تکلیف ہوگی؟اس نے کہا''کیوں نہیں،ضرور ہوگا۔'' آپؒ نے فرمایا:''پس یہی مثال شراب کی ہے،جب اجزاء کو ملا کر آگ کی آنچ دی جاتی ہے،تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔جس کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔''

انتخاب طاہر اعظم از ''حیات تابعین''